بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 20 جون 1995ء بمطابق 21 محرم الحرام 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۴
۲۔	وقفہ سوالات	۷
۳۔	بجٹ سال ۹۶-۱۹۹۵ء پر عام بحث	۳۲
	۱۔ سردار محمد اختر مینگل	
	۲۔ میر عبدالنبی جمالی	
	۳۔ محمد سرور خان کاکڑ	

(الف)

1- جناب اسپیکر ________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ______ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۴۳ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج واقاف زکوٰۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بہبود آبادی
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 جون 1995ء بمطابق 21 محرم الحرام 1416 ہجری

(بروز منگل)

زیر صدارت چیئرمین جناب محمد صادق عمرانی

بوقت بارہ بجکر بیس منٹ (دوپہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ہ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ہ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ ، تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ
وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ج مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ہ سَلٰمٌ ہ هِيَ
حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ہ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

ترجمہ :- ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کرنا شروع کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ سب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں روح الامین اور فرشتے ہر کام کے انتظام کے لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ رات طلوع صبح تک امان و سلامتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

جناب چیئرمین : کوئی تحریک التوا یا تحریک استحقاق نہیں ہے لہٰذا مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر228 دریافت فرمائیں چونکہ معزز رکن موجود نہیں لہٰذا سوال موخر کیا جاتا ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر بلدیات) جناب والا! ہم سے تو سوال کئے جاتے ہیں لیکن پہلے وزراء پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ وہ جوابات دینے کے لئے نہیں آتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہم تو موجود ہیں لیکن سوال کرنے والے موجود نہیں ہیں۔ میرے جو سوالات ہیں وہ تین دفعہ موخر کئے جاچکے ہیں اس سے پہلے مولانا صاحب حج پر چلے گئے تھے اس دفعہ یہ سوال نہیں ہوئے اس دفعہ انہوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے آئندہ اگر مولانا صاحب نے یہ سوال کرنے ہوں تو ان کا جواب ہم نہیں دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے سردار صاحب ٹھیک ہے سردار ثناء اللہ زہری صاحب نے ایک بات کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کے اندر موجود نہیں ہیں یہ میری طرف سے قائد ایوان کو ریکوئسٹ ہے کہ ہم بلوچستان اسمبلی کو جن روایات کی طرح چلانا چاہتے ہیں ان روایات کی پاسداری کرتے ہوئے حزب اختلاف نے جو دس نکاتی فارمولا دیا ہے ان پر بات چیت ہو تو بہتر ہے تاکہ ہم ان روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے ساتھ گفت شنید کریں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر صاحب پرسوں ہماری ٹیم نے اسمبلی کے اندر اپوزیشن کے ساتھ بات چیت کی جیسے کل آپ کو معلوم ہے آپ بھی موجود ہوں گے جعفر خان مندوخیل۔ سعید ہاشمی صاحب ڈاکٹر عبدالمالک ڈاکٹر کلیم اللہ نے ملاقات کی اور جو نکات اپوزیشن نے لکھے تھے ان پر اپوزیشن نے کہا ہمارے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کریں نظریہ آتا ہے کہ وہ ان نکات کے علاوہ کسی اور نکات پر بات چیت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اب وہ ایسے نکات پیش کریں جس پر ہم بات چیت کریں مسئلے کو سلجھائیں اب وہ کہتے ہیں کہ دوبارہ بجٹ پیش کریں بجٹ پیش ہوچکا

ہے فنانس منسٹر نے بجٹ اسپیچ پڑھ لی ہے اب آپ کہتے ہیں کہ دوبارہ بجٹ پیش کریں یہ کون سی روایت ہے کون سی اسمبلی میں ہے آپ فیڈرل گورنمنٹ کو لے لیں تین اور صوبوں کو لے لیں وہاں بھی اپوزیشن بائیکاٹ کررہی ہے مطالبات بھی پیش کررہی ہے لیکن انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ آپ بجٹ دوبارہ پیش کریں۔ ہم اب بھی تیار ہیں کل رات بھی بیٹھے تھے یہی ڈسکشن ہوئی میں نے اختر مینگل صاحب سے بات کی سلیم بگٹی صاحب سے بات کی کہ بابا ہماری اسمبلی کی یہ روایت نہیں ہے کہ ہم واک آؤٹ کریں اور ایسی ضد کریں۔ اگر آپ کو کوئی اس حکومت پر تنقید کرنی ہے آپ اسمبلی میں آکر بیٹھیں بات چیت کریں۔ پریس بیٹھی ہوئی آپ نے جتنی تنقید کرنی ہے آپ اپنی بجٹ تقریر میں کریں اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو ہم اس کو رییکٹی فائی کریں گے لیکن اگر کوئی آنے کے لئے تیار نہیں ہے تو ہم کس کی شکایت سنیں۔ ان کا فرض ہے وہ یہاں پر آکر بیٹھیں اپوزیشن کا بھی ایک کردار ہوتا ہے کہ حکومت کی غلط پالیسی پر وہ نکتہ چینی کریں ان کی نشان دہی کریں اگر یہاں کوئی نشان دہی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں میں آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان کو گائیڈ کریں وہ یہاں آکر بیٹھیں اور وہ اس کی نشان دہی کریں کہ جو بھی غلط کام حکومت کررہی ہے ہم اس کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین : بطور اسپیکر ہماری یہ کوشش ہوگی کہ حزب اختلاف چونکہ واک آؤٹ پر ہے ہم اور آپ ایک بار کوشش کرتے ہیں کہ وہ یہاں آئیں کیونکہ افتتاحی تقریر سردار اختر مینگل کی ہے ان کو کرنی ہے آتے ہیں تو ٹھیک ہے ایسی بات نہیں ہے جس پر بات چیت نہ ہوسکے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے تاکہ ان سے بات چیت ہوسکے۔ اسمبلی کی کارروائی بارہ بج کر 25 منٹ پر دس منٹ کے لئے ملتوی ہوگئی اور ایک بج کر دس منٹ پر دوبارہ زیر صدارت جناب چیئرمین شروع ہوئی۔

جناب چیئرمین : مولانا باری صاحب اس وقت موجود نہیں تھے ہم نے فیصلہ دے دیا۔ اس کے سوال موخر کردیئے گئے سیکریٹری اسمبلی درخواست پڑھیں اگر کوئی ہے درخواست کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا عبدالباری کا جو سوال 228 تھا اب چونکہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے بات چیت کرکے بائیکاٹ ختم کردیا ہے۔ اگر اسمبلی اجازت دے تو مولانا عبدالباری سوال نمبر228 پیش کرسکتے ہیں۔

X.228- مولانا عبدالباری : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تحصیل گلستان ضلع کوژک میں بلدیاتی انتخابات منعقد کرانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ انتخابات کب تک متوقع ہیں۔

سردار ثناء اللہ خان زہری : (وزیر بلدیات) یہ درست نہیں ہے کیونکہ گلستان سب ڈویژن میں امن و عامہ کی صورت حال تا ہنوز بلدیاتی انتخابات منعقد کرانے کے لئے سازگار نہیں ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر بلدیات) مولانا صاحب اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

مولانا عبدالباری : جناب اس کو پڑھا ہوا تصور کیا ہے جناب اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ گلستان سب ڈویژن میں تاہنوز بلدیاتی انتخابات کرانے کے لئے حالات سازگار نہیں ہے تو اس میں پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو ڈسٹرکٹ کونسل کے سیٹیں ہیں آٹھ ہیں اور جہاں پر امن و امان کا مسئلہ ہے وہ دو سیٹیں ہیں ایک سوال یہ ہے پہلے اس کا جواب دے دیں۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر بلدیات) مولانا صاحب ہم نے اس کا جواب

تو دیا ہوا ہے آپ اس کے جواب کو دیکھیں ہم نے کہا ہے کہ وہاں پر لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ صرف دو سیٹوں پر ہے ضلع خوجک، تحصیل گلستان میں ان دو سیٹوں پر ہے۔

وزیر بلدیات : چیمبر میں آجائیں مولانا صاحب اس کو Consider کرلیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب امن و امان کا مسئلہ پورے گلستان میں نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم نیشنل اسمبلی کا اور پراونشل اسمبلی کا انتخاب کرسکتے ہیں تو یہ بھی کریں وہاں تو ویسے لوگ خون سے آلودہ ہیں۔ بری حالت ہے توپ خانے چلاتے ہیں وغیرہ سب کچھ ہو رہے ہیں۔ کراچی کی صورت حال میں تو وہاں ہم الیکشن کرسکتے ہیں تو یہاں کیوں نہیں کرسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ دوسرا ضمنی سوال کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب یہ جو انہوں نے یہ دیا ہے کہ امن و امان رکاوٹ ہے امن و امان کبھی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ حکومت کی عدم دلچسپی ہے اور عدم دلچسپی کی وجہ میں نہیں سمجھتا۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب جتنے بھی ہمارے قبائلی جھگڑے ہوئے ہیں امن و امان کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ یہ بلدیاتی الیکشن کی وجہ سے ہوئے ہیں جتنے بھی بڑے بڑے مسئلے ہیں وہ بلدیاتی الیکشن سے ہیں اور آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں اور بلدیاتی الیکشن کی وجہ سے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس کے لئے کوئی رسک لینا چاہتا ہے کہ اس طرح مسئلہ ہو آپ کو معلوم ہے کہ وہاں حمید زئی اور غیبے زئی کا مسئلہ ہے بہت بڑا ٹینشن ہے بہت لوگ قبائلی جھگڑے میں مارے جاچکے ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کا کوئی الیکشن ہو جس میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہ ہو اور حکومت کے

لئے مسئلہ ہو اور وہاں کے عوام کے لئے پرابلم ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس پر ریزسٹ کریں جہاں خون خرابہ ہوتا ہے وہاں پر ضروری ہے کہ الیکشن ہو؟ پہلے جہاں بلدیاتی انتخاب ہوئے ہیں انہوں نے کیا تیر مارے ہیں اگر ادھر کیا الیکشن ہوگئے تو کیا تیر چلیں گے۔

مولانا عبدالباری : تو جناب اسپیکر امن و امان یا پولنگ کا مسئلہ ہے وہ صرف دو پولنگ اسٹیشن پر ہے تو سارے قبائل علاقہ ان انتخابات سے محروم ہیں۔ وہاں پر تقریبا آٹھ سیٹیں ہیں حمید زئی کا اپنا ہے غیبی زئی کا اپنا ہے جس طرح صوبائی اسمبلی میں اور نیشنل اسمبلی کے انتخابات ہوئے ہیں یہ بھی ہوں۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ کو یقین دہانی کرائی ہے انہوں نے آپ کو جواب دے دیا۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر پہلے بھی سردار صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی اب پھر بھی۔

وزیر بلدیات : ہم اب بھی آپ کو یقین دہانی کراتے ہیں آج بھی یقین دہانی کراتے ہیں ہم اس کے لئے سوچیں گے ہم دیکھیں گے کہ جہاں پر ہم الیکشن کروا سکتے ہیں کرائیں گے۔ آپ کا کیپٹل جو کوئٹہ ہے ہمیں پتہ ہے یہاں پر ٹینشن ہے یہاں پر الیکشن نہیں ہوسکتے ہیں ہم وہ کیوں کریں باقی تین صوبوں میں بھی بلدیاتی الیکشن نہیں ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جیسا کہ سردار صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے میں بھی یقین دہانی کرادوں کہ بلدیاتی الیکشن کے لئے صرف دو جگہوں پر آپ کے لئے پرابلم ہے باقی جگہ پر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ کو یقین دہانی کرادی گئی ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب حمید خان صاحب کو اجازت دیں وہ بات کریں۔

وزیر بلدیات : جناب یہ میری شرافت سمجھ لیں میں ان کو جواب دے رہا ہوں ویسے جوابات آپ کے موخر ہو چکے ہیں۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آب پاشی) : جناب اسپیکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا صاحب کا یہ کینٹنشن Conteution کہ وہاں پر صرف دو قبیلوں کے درمیان لڑائی ہے جناب اسپیکر صاحب یہ بات صحیح نہیں ہے کہ یہ لڑائی جو ہے یہ دشمنی جو ہے صرف دو فریقوں کے درمیان ہے بلکہ سارا علاقہ اس کی لپیٹ میں ہے شاذ و نادر ہی وہاں کوئی گاؤں ہوگا یا کوئی اس کے ساتھ وابستہ نہ ہو ایک طریقہ سے یا دوسرے طریقہ سے میں وزیر بلدیات کی بالکل مکمل تائید کرتا ہوں جب تک مکمل امن و امان نہ ہو وہاں پر الیکشن نہ کرائے جائیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر اگرچہ صوبائی اسمبلی کے انتخاب کو بلدیاتی انتخاب سے بالا تر سمجھتا ہوں اور پراونشل اسمبلی کے انتخاب آپ لوگوں نے کیسے جیتے۔

جناب چیئرمین : مولانا عبدالباری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ مولانا عبدالباری صاحب کا اگلا سوال ہے سوال نمبر250

250 مولانا عبدالباری : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن کی چونگی ٹھیکہ دہی کا عمل متعدد بار منسوخ ہو چکا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹھیکہ دہی بار بار منسوخ کرنے کی وجوہات کیا ہے۔ نیز سابقہ ٹھیکہ کی مدت ختم ہونے کے بعد سے اب تک یہ چونگیاں کون چلا رہے ہیں اور نفع و نقصان کی شرح کس قدر ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر بلدیات : جی ہاں! ٹھیکہ کی منسوخی کی چند وجوہات یہ ہیں کہ 31 مئی

1994ء کو پہلی مرتبہ چونگی کو نیلام کیا گیا اس سے کارپوریشن کو متوقع آمدن نہیں مل سکی جس کی وجہ سے چونگی کے شیڈول کو دوبارہ مرتب کرنا پڑا۔ شیڈول کے مرتب ہوجانے پر 24 اگست 1994ء کو دوبارہ نیلامی کی گئی اس نیلامی میں میسرز غوثیہ انٹرپرائزز نے سب سے زیادہ بولی دی مگر چونگی کے چارج سے قبل ہی اس فرم نے ایسے حربے استعمال کرنے شروع کردیئے جس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ فرم اس ٹھیکے کو لینا نہیں چاہتی۔ لہٰذا اس فرم کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی اور چونگی کو سہ بارہ نیلام کیا گیا جس کے لئے 20 نومبر 1994ء کا دن مقرر ہوا مگر اس دن نیلامی میں حصہ لینے والوں نے بغیر کسی وجہ جواز بولی نہیں دی اور دلچسپی رکھنے والی دو پارٹیوں سے پیش کش طلب کی گئی۔ 19 ماہ کے لئے میسرز اتفاق کارپوریشن کوئٹہ نے 19,00,09,000 روپے (انیس کروڑ نو ہزار روپے) کی پیش کش کی۔ جس پر سفارشات مرتب کرکے برائے منظوری حکومت کو ارسال کردیا گیا مگر حکومت نے اس کی منظوری اس لئے نہیں دی کہ قانون کے مطابق تین پارٹیوں کو حصہ لینا چاہیئے تھا۔ لہٰذا مورخہ 8 جنوری 1995ء کو چوتھی مرتبہ نیلامی کی تاریخ مقرر کی گئی مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس نیلامی کو ملتوی کردیا گیا۔ مورخہ 17 جنوری 1995ء کو پانچویں مرتبہ پھر نیلامی کی گئی جو کہ 17 ماہ گیارہ دن کے لئے تھی۔ اس مرتبہ کراچی کی ایک فرم میسرز رئیل ٹریڈرز M/S REALTRADERS نے سب سے زیادہ بولی مبلغ 18,49,00,000 روپے کی دی۔ اس کی منظوری حکومت نے دے دی ہے ضروری قانونی کارروائی مکمل ہوجانے پر چونگیات کا چارج اس فرم کے حوالے کردیا گیا ہے۔

سابقہ ٹھیکہ ختم ہوجانے کے بعد چونگی کو محکمانہ طور پر چلایا جارہا ہے یکم جولائی 1994ء تا 31 دسمبر 1994ء میونسپل کارپوریشن کو مبلغ 5,53,84021 روپے وصول ہوا ہے اس سے کارپوریشن کو تقریباً" 27,00,000 روپے کا نقصان ہوا۔ دراصل حکومت پنجاب نے چاول اور آٹے پر پابندی عائد کردی جس کی وجہ سے ان دونوں اشیاء کی

کوئٹہ در آمد بند ہوگئی نیز کراچی میں جھگڑوں کی وجہ سے بھی چونگی کی آمدن میں کمی ہوئی ہے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب سوال کافی لمبا ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا عبدالباری : جی ہاں لمبا ہے بہت لمبا ہے۔

وزیر بلدیات : اگر آپ کہتے ہیں تو میں پڑھ لیتا ہوں۔

مولانا عبدالباری : آپ کی مصروفیات بھی زیادہ ہیں دفتر اور سیکریٹریٹ بھی آتے جاتے ہیں جناب اس میں چوتھی لائن میں آپ ذرا دیکھیں آپ دیکھ رہے ہیں جواب میں لکھا ہے اس نیلامی میں میسرز غوشہ انٹر پرائزز نے سب سے زیادہ بولی دی مگر چونگی کے چارج سے قبل ہی اس فرم نے ایسے حربے استعمال کرنے شروع کردیئے آپ حربے اور شرائط کی کچھ وضاحت کرلیں کیا وہ توپ خانے چلا رہے تھے بندوق چلا رہے تھے یا کلاشنکوف چلا رہے تھے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب کچھ ٹھیکہ دار ہیں جو آپس میں رنگ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بولی میں حصہ نہیں لینے دیتے ہیں اس کی وجہ سے ٹھیکہ کم بولی پر چلا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں جہاں پر رنگ ہوا ہے اس ٹھیکہ دار کو ہم وہ ٹھیکہ نہیں دیتے ہیں اس ٹھیکہ کو ہم منسوخ کرکے دوبارہ ہم اس ٹھیکہ کو ری آکشن کرواتے ہیں اس آکشن میں تین پارٹیوں کو حصہ لینا ضروری ہوتا ہے اگر دو پارٹیاں آکشن میں حصہ نہ لیں تو پھر ہم اسے بھی ری آکشن کرواتے ہیں یہ ٹھیکہ داروں کا ہر ٹھیکہ میں حربہ ہوتا ہے آپ منسٹر فوڈ رہے ہیں آپ نے بھی اوپن ٹھیکے کروائے ہوں گے اس میں ٹھیکہ دار آپس میں رنگ کرتے ہیں اسی کی وجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم نے اوپن کروا کر اس ٹھیکہ کو سترہ مہینے کے لئے انیس بیس کروڑ میں یہ ٹھیکہ دیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ کی اور بلوچستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ اتنی بڑی رقم پر اس چونگی

کا ٹھیکہ گیا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر! اس میں وزیر صاحب نے بلکہ سردار صاحب نے یہ جواب دیا ہے چھٹی لائن میں لہٰذا اس فارم کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی جناب وزیر صاحب ذرا قانونی کارروائی کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر بلدیات : قانونی کارروائی کی وضاحت یہ ہے کہ انہوں نے جو کال ڈیپازٹ وغیرہ جمع کروائی ہوتی ہے وہ ہم ضبط کرلیتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جی آپ تو ضبط کرلیتے ہیں جناب کیا کارروائی ہوئی تھی؟

وزیر بلدیات : ہم ان کے پیسے ضبط کرلیتے ہیں جو وہ جمع کرتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا آپ نے اس کے پیسے تو ضبط نہیں کئے۔

وزیر بلدیات : آپ فریش کو سچن لائیں ہم اس کا جواب آپ کو دے دیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر وزیر صاحب کو یقینی معلومات نہیں ہیں اس بارے میں۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب اس بارے میں آپ فریش کوسچن لائیں ہمیں یقین ہے ہمیں معلوم ہے اور میری اس بارے میں معلومات ہیں جو وہ کال ڈپازٹ کرتے ہیں ہم اسے ضبط کرلیتے ہیں۔ اس سے متعلق آپ نیا سوال لا سکتے ہیں۔ ہم جواب کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب اس سلسلہ میں آپ نیا سوال وزیر بلدیات سے دریافت کریں۔

مولانا عبدالباری : انہوں نے کہا ہے کہ لہٰذا اس فرم کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی۔ کی گئی کارروائی کی وضاحت ذرا کردیں۔

وزیر بلدیات : جناب والا ہم نے جواب میں کہا ہے کہ کارروائی کی گئی ہے تو ظاہر ہے کی گئی ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا کیا کی گئی ہے؟

وزیر بلدیات : قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

مولانا عبدالباری : قانونی کارروائی کی ذرا وضاحت کریں۔

وزیر بلدیات : جناب والا قانونی کارروائی کی گئی ہے قانونی کارروائی اور کیا ہوسکتی ہے کارروائی کی گئی ہے اگر آپ ویسے ہمیں تنگ کرنے کے موڈ میں ہیں تو اور بات ہے ہمیں تنگ کرلیں ہم آپ کو کچھ نہیں بولیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا میرا ٹھیکہ داری اور چونگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ نے وزیر بلدیات سے تین سوالات ضمنی پوچھ لئے ہیں۔ اب اگلا سوال ہے سوال نمبر262 مولانا عبدالباری۔

مولانا عبدالباری : جناب والا اگلا اور آخری سوال ہے 262

262.X - مولانا عبدالباری : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

سال 94-1993ء کے دوران صوبہ کے بڑے شہروں میں اسٹریٹ لائٹس صفائی اور روڈز کی تعمیر پر کل کس قدر رقم خرچ کی گئی ہے ضلع وار تفصیل دی جائے؟ نیز اس ضمن میں رواں سال کے لئے اے ڈی پی میں تجویز کردہ اقدامات سے بھی مطلع فرمائیں؟

وزیر بلدیات :

سال 94-1993ء کے دوران صوبہ کے بڑے شہروں میں اسٹریٹ لائٹس و صفائی اور

روڈز کی تعمیر پر کل دس کروڑ اکتیس لاکھ پندرہ ہزار پانچ سو نواسی روپے بالتفصیل ذیل خرچ کئے گئے۔

(1) اسٹریٹ لائٹس 3,97,14,872-00 روپے

(2) صفائی 3,10,06,221-00 روپے

(3) روڈز 3,23,94,496-00 روپے

ٹوٹل 10,31,15,589-00 روپے

اسی طرح سال 95-1994ء میں اسٹریٹ لائٹس، صفائی اور روڈز کی تعمیر کے لئے مبلغ چھ کروڑ پچھتر لاکھ چھہتر ہزار چھ سو روپے بالتفصیل ذیل مختص کئے گئے ہیں۔

(1) اسٹریٹ لائٹس 66,43,100-00 روپے

(2) صفائی 3,28,87,500-00 روپے

(3) روڈز 2,80,46,000-00 روپے

ٹوٹل 6,75,76,600-00 روپے

ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع کوئٹہ 94-1993ء :

میونسپل کارپوریشن کوئٹہ

اسٹریٹ لائٹس، صفائی اور روڈز پر سال 94-1993ء کے دوران جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی تفصیل ذیل ہے۔

(1) اسٹریٹ لائٹس 6,11,400-00 روپے

(2) صفائی 3,40,900-00 روپے

(3) روڈز 13,67,800-00 روپے

1994-95ء :

نیز کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کے بجٹ میں خسارہ کے پیش نظر رواں مالی سال میں کسی قسم کے ترقیاتی کام کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی ہے اس لئے ترقیاتی کام مرتب نہیں کیا گیا ہے۔ مزید برآں اربن ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت مبلغ تین لاکھ روپے شہری ترقی کے لئے سال 1994-95ء کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

2- ضلع پشین 1993-94ء

میونسپل کمیٹی پشین

اسٹریٹ لائٹس' صفائی اور تعمیر روڈز پر کسی قسم کے اخراجات نہیں کئے گئے ہیں۔

1994-95ء

مندرجہ ذیل رقومات برائے اسٹریٹ لائٹس' صفائی اور روڈز کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

I اربن ڈویلپمنٹ پروگرام

(1) تنصیب اسٹریٹ لائٹس 4.50,000 روپے

(2) صحت و صفائی (تعمیر کچرہ دان) 50,000 روپے

II میونسپل فنڈ

(1) اسٹریٹ لائٹس /1,00,000 روپے

(2) تعمیر گلیاں / روڈ / پلیاں -/10,60,000 روپے

(3) تعمیر نالیاں /1,00,000 روپے

(4) صفائی ملبہ جات /4,00,000 روپے

III وزیر اعلیٰ فنڈ

(1) تعمیر روڈ / گلیاں /8,00,000 روپے

(2) تعمیر نالیاں /2,00,000 روپے

ضلع چاغی 94-1993ء

(1) ٹاؤن کمیٹی دالبندین

1- صفائی /532282 روپے

(2) ٹاؤن کمیٹی نوشکی

1- صفائی 446000 روپے

2- اسٹریٹ لائٹس /99238 روپے

1994-95ء

1- صفائی -0--20000 روپے

2- روڈز -0--80000 روپے

ضلع سبی 1993-94ء

میونسپل کمیٹی سبی

1- تعمیر نالیاں از عطیہ منجانب صدر پاکستان /5000000 روپے
2- اسٹریٹ لائٹس از عطیہ وزیر اعلیٰ بلوچستان /1000000 روپے

1994-95ء

1- صفائی /50000 روپے
2- اسٹریٹ لائٹس /50000 روپے
3- روڈز /100000 روپے

II ٹاؤن کمیٹی ہرنائی

1993-94ء

1- اسٹریٹ لائٹس /00--18107 روپے
2- صفائی /17909000 روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس 00--120000 روپے
2- صفائی 184000-00 روپے

3- روڈز 00--125000 روپے

5- ضلع نصیر آباد- 94-1993ء

میونسپل کمیٹی ڈیرہ مراد جمالی

1- اسٹریٹ لائٹس /00--140426 روپے

2- روڈز /00--310000 روپے

3- صفائی /2,18,915

1994-95ء

1- صفائی /00--50000 روپے

2- روڈز /00--150000 روپے

4- ضلع جعفر آباد 94-1993ء

I میونسپل اوستہ محمد

1- اسٹریٹ لائٹس /00--85000 روپے

2- روڈز /00--300000 روپے

3- نالیاں /00--300000 روپے

1994-95ء

1- روڈز /00--200000 روپے

II ٹاؤن کمیٹی ڈیرہ اللہ یار

1993-94ء

1- اسٹریٹ لائٹ /0--111285 روپے

2- صفائی /0--4340 روپے

3- روڈز /0--95000 روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس /10000 روپے

2- صفائی /40000 روپے

3- روڈز /50000 روپے

7- ضلع بولان 94-1993ء

ٹاؤن کمیٹی مچھ

1- اسٹریٹ لائٹس /0--18952 روپے

2- صفائی /0--98952 روپے

3- روڈز /0--100000 روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس /15000 روپے

2- صفائی /25000 روپے

3- روڈز /60000 روپے

8- ضلع مستونگ 1993-94ء

میونسپل کمیٹی مستونگ

1- اسٹریٹ لائٹس /0--32599 روپے

2- صفائی /0--114579 روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس /53100 روپے

2- صفائی /200000 روپے

3- روڈز /4,00000 روپے

9- ضلع خضدار 1993-94ء

میونسپل کمیٹی خضدار

1- اسٹریٹ لائٹس 300000--00/ روپے

2- صفائی 1005000--00/ روپے

3- روڈز 2320000--00 روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس 100000/ روپے

2- صفائی 1000000/ روپے

3- روڈز 1900000/ روپے

10 ضلع لسبیلہ 1993-94ء

I ٹاؤن کمیٹی حب

1- اسٹریٹ لائٹس 36934000/ روپے

2- صفائی 20890000/ روپے

3- روڈز 21722000/ روپے

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس 5150000/ روپے

2- صفائی 28450000/ روپے

3- روڈز 10950000/ روپے

II ٹاؤن کمیٹی گڈانی

1993-94ء

1- روڈز /2900000 روپے

2- صفائی /20000 روپے

1994-95ء

1- روڈز /4900000 روپے

2- صفائی /30000 روپے

II- ضلع گوادر 94-1993ء

I میونسپل کمیٹی گوادر

1- روڈز /450000 روپے

1994-95ء

1- روڈز 0--300000 روپے

II ٹاؤن کمیٹی اورماڑہ

1- روڈز /240000 روپے

1994-95ء

1- روڈز /0--100000 روپے

12- ضلع کیچ (تربت) 1993-94ء

میونسپل کمیٹی تربت

1- روڈز /200000 روپے

2- صفائی /150000 روپے

3- اسٹریٹ لائٹس /62000 روپے

1994-95ء

1- روڈز /0--800000 روپے

2- صفائی /0--400000 روپے

3- اسٹریٹ لائٹس /0--100000 روپے

13- ضلع ژوب 1993-94ء

میونسپل کمیٹی ژوب

1- روڈز 1062000/ روپے
2- صفائی 115806--0/ روپے
3- اسٹریٹ لائٹس 27363--0/ روپے

1994-95ء

1- روڈز 4269000--/ روپے
2- صفائی 136500--/ روپے
3- اسٹریٹ لائٹس 85000--/ روپے

14- ضلع لورالائی 1993-94ء

میونسپل کمیٹی لورالائی

1- روڈز 535092/ روپے
2- صفائی 1047357/ روپے
3- اسٹریٹ لائٹس 224502/ روپے

1994-95ء

1- روڈز 300000--0/ روپے
2- صفائی 142000--0/ روپے
3- اسٹریٹ لائٹس 1000000--0/ روپے

15- ضلع قلعہ عبداللہ 94-1993ء

میونسپل کمیٹی چمن

1- صفائی /576000 روپے
2- روڈ /792000 روپے
3- اسٹریٹ لائٹس ______

1994-95ء

1- صفائی /0--800000 روپے
2- روڈز /0--900000 روپے
3- اسٹریٹ لائٹس /0--100000 روپے

16- ضلع قلات 94-1993ء

ٹاؤن کمیٹی قلات

1- اسٹریٹ لائٹس /50000 روپے
2- صفائی /67000 روپے
3- روڈز ______

1994-95ء

1- اسٹریٹ لائٹس /10000 روپے
2- صفائی /30000 روپے
3- روڈز /60000 روپے

جناب چیئرمین : سردار ثناء اللہ صاحب سوال نمبر 262

وزیر بلدیات : مولانا صاحب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ہمارے ضلع پشین کے لئے جو انہوں نے مہربانی کی ہے اور سردار صاحب نے لوکل گورنمنٹ کا پیسہ دیا کونسا پیسہ دیا ہے یہ جواب شروع سے لے کر آخر تک غلط ہی غلط ہے وہ کیوں؟ اس لئے کہ تفصیل میں گیس ڈیپارٹمنٹ نے جو دس لاکھ روپے دیئے تھے روڈ کی پیچنگ کے لئے اس کے بارے میں انہوں نے یہاں پر کچھ نہیں لکھا ہے نہ ہی جمالا لکھا ہے اور نہ ہی تفصیل۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب یہ لوکل گورنمنٹ کا نہیں ہوگا میرے خیال میں وہ کوئی اور ڈیپارٹمنٹ کا ہوگا۔

مولانا عبدالباری : انہوں نے میونسپل کارپوریشن کو دیا ہے اور میونسپل کارپوریشن لوکل گورنمنٹ کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔

وزیر بلدیات : جی گیس والوں نے دیئے ہیں آپ بتا سکیں گے یہاں پر نشاندہی نہیں ہوئی ہے۔

مولانا عبدالباری : آپ نے 6 صفحہ پر جواب دیا ہے آپ ذرا 6 صفحہ پر دیکھیں اور لائن آٹھواں ہے۔ اس میں جو تفصیل ہے وہ بالکل نامکمل ہے۔ دوسری جو تنصیب بتیاں آپ لوگوں نے پشین میں لگائی ہیں یہ کام ابھی تک نہیں ہوا اور نہ بتیاں لگائیں ہیں یہ کام ابھی تک نہیں ہوا ہے نمبر 2 صحت و صفائی تعمیر و کچرہ دان - کچرہ دان نہ ہم

نے دیکھا اور نہ ہی لوگوں نے دیکھا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب جواب الف سے لے کر تک سارا کا سارا جواب غلط ہی غلط ہے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سارا جواب غلط ہے۔

مولانا عبدالباری : جواب بھی غلط ہے اور پیسے بھی نہیں دے رہے ہیں یہ جو آپ نے تنصیب اسٹریٹ لائٹس کے چار لاکھ پچاس ہزار دیئے ہیں ٹوٹل کاسٹ انہوں نے ابھی تک ایک لائٹ بھی نہیں جلائی ہے ٹھیک ہے یہ ضمنی سوال ہے وہ مجھے جواب دے دیں۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب آپ میر چیمبر میں آئیں آپ میرے دفتر میں آئیں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو ہم ان کی ایکسپلینشن کال کرتے ہیں وہ جو بھی ہیں چیئرمین یا کوئی بھی ہم ان سے پوچھ لیتے ہیں آپ کا کیا مسئلہ ہے اس پر ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں اور یہ کہ منسٹر کا کام تو کچرہ دان لگانا نہیں ہے۔

مولانا عبدالباری : یہ منسٹر کا کام نہیں ہے لیکن جواب دینا تو منسٹر کا کام ہے۔ چیئرمین کو تو ہم یہاں نہیں لا سکتے۔

وزیر بلدیات : میرے خیال میں چیئرمین آپ کا ہو گا۔

مولانا عبدالباری : وہ چاہے جس کا بھی ہو۔ وزیر اعلیٰ فنڈز کے حوالے سے انہوں نے جو فیگر دیا ہے آٹھ لاکھ تعمیر روڈ کے لئے اور دو لاکھ نالیوں کے لئے یہ بھی غلط ہے۔

جناب چیئرمین : آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں۔

مولانا عبدالباری : ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تفصیل دی ہے یہ غلط ہے اول سے لے کر آخر تک جس محکمہ نے تفصیل دی ہے جس ادارے نے دی ہے اس ادارے کے خلاف کارروائی کریں۔ یہ جواب کیوں غلط دیتے ہیں ہم اتنے فالتو بیٹھے ہیں

کہ جو جواب وہ دینا چاہیں دے دیں پیسے تو ویسے نہیں مل رہے ہیں جو دیا ہے وہ خرچ بھی ہو رہا ہے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ یہ پیسہ خرچ نہیں ہو رہا ہے۔

مولانا عبدالباری : میرے پاس ثبوت ہے کہ جو وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جو فنڈز ملے ہیں اس میں سے تقریبا روڈ پر چار لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں اور یہاں پر تفصیل میں آٹھ لاکھ روپے دیئے ہیں۔ آپ ابھی میرے ساتھ ایک کمیٹی تشکیل دیں ہم پشین جائیں گے اور اس کے کام کا انسپکشن کریں گے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب آپ آفس میں تشریف لائیں۔

مولانا عبدالباری : سردار صاحب بے ادبی معاف آپ آفس میں ملتے نہیں ہیں۔ ہم اگر آپ پر دم درود بھی کریں پھر بھی آپ آفس نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ ضمنی سوال کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب جو یہاں دیا گیا ہے وہ غلط ہی غلط ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ کو تین ضمنی سوال پوچھنے کا حق ہے۔

مولانا عبدالباری : وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جو فنڈز دیئے گئے ہیں اس کا جواب بھی غلط ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے دس لاکھ دیئے تھے اس میں آٹھ لاکھ تعمیر روڈ کے لئے دکھائے گئے ہیں حالانکہ خرچ ہوگئے ہیں تو مقصد یہ ہے کہ پیپر پر کم از کم جواب غلط تو نہ دیں۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اس باڈی کو ڈیزالو dissolve کر دیں گے اگر اس کے خلاف کرپشن کے الزامات لگے ہیں۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ہمارے ضلع پشین کے لئے جو انہوں نے مہربانی کی ہے اور سردار صاحب نے لوکل گورنمنٹ کا پیسہ دیا کون سا پیسہ دیا ہے یہ جواب شروع سے لے کر آخر تک غلط ہی غلط ہے وہ کیوں؟ اس لئے کہ تفصیل میں گیس ڈیپارٹمنٹ نے جو دس لاکھ روپے دیئے تھے روڈ کی پیچنگ کے لئے اس کے بارے میں انہوں نے یہاں پر کچھ نہیں لکھا ہے نہ ہی جمالاً" لکھا ہے اور نہ ہی تفصیل۔

وزیر بلدیات : ضمنی پوچھ لئے ہیں۔ اب اگلا سوال ہے سوال نمبر262 مولانا عبدالباری مولانا صاحب یہ لوکل گورنمنٹ کا نہیں ہوگا میرے خیال میں وہ کوئی اور ڈیپارٹمنٹ کا ہوگا۔

مولانا عبدالباری : انہوں نے میونسپل کارپوریشن کو دیا ہے اور میونسپل کارپوریشن لوکل گورنمنٹ کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔

وزیر بلدیات : جی گیس والوں نے دیئے ہیں آپ بتا سکیں گے کہ یہاں پر نشاندہی نہیں ہوئی ہے۔

مولانا عبدالباری : آپ نے 6 صفحہ پر جواب دیا ہے آپ ذرا 6 صفحہ پر دیکھیں اور لائن آٹھویں ہے۔ اس میں جو تفصیل ہے وہ بالکل نامکمل ہے۔ دوسری جو تنصیب بتیاں آپ لوگوں نے پشین میں لگائی ہیں یہ کام ابھی تک نہیں ہوا اور نہ بتیاں لگائیں ہیں یہ کام ابھی تک نہیں ہوا ہے نمبر2 صحت و صفائی تعمیر و کچرہ دان۔ کچرہ دان نہ ہم نے دیکھا ہے اور نہ ہی لوگوں نے دیکھا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب جواب الف سے لے کرے تک سارا کا سارا جواب غلط ہی غلط ہے۔

وزیر بلدیات : مولانا صاحب آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سارا جواب غلط ہے۔

وزیر بلدیات : جناب والا ہم نے جواب میں کہا ہے کہ کارروائی کی گئی ہے تو

ظاہر ہے کی گئی ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا کیا کی گئی ہے۔

وزیر بلدیات : قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

مولانا عبدالباری : قانونی کارروائی کی ذرا وضاحت کریں۔

وزیر بلدیات : جناب والا قانونی کارروائی کی گئی ہے قانونی کارروائی اور کیا ہوسکتی ہے۔ کارروائی کی گئی ہے۔ اگر آپ ویسے ہمیں تنگ کرنے کے موڈ میں ہیں تو اور بات ہے ہمیں تنگ کرلیں ہم آپ کو کچھ نہیں بولیں گے۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر بلدیات) مولانا صاحب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم چیئرمین کو بلاتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس باڈی نے کرپشن کی ہے تو ہم اس کو ڈیزالو کردیتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : ڈیزالو کریں۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر بلدیات) ڈیزالو کردوں۔ دیکھیں آپ ہاؤس میں کہہ رہے ہیں کردوں' کردوں۔

مولانا عبدالباری : ہاں کردیں۔

میر عبدالنبی جمالی : (وزیر) جناب اس کو ثابت تو کریں کیسے کریں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا ہمارے ان کے پاس کاغذات پڑے ہیں کام ویسے نہیں ہورہا ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب وزیر بلدیات نے کہا ہے کہ آپ کے پاس اگر ثبوت ہے تو ان کو دے دیں اور وزیر بلدیات اس سلسلے میں کارروائی کریں گے۔ انکوائری کریں گے۔ اگر وہ اس سلسلے میں مجرم پائے گئے تو کارروائی کریں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا ڈی سی صاحب کے ذریعے سے کمشنر صاحب

کے ذریعے سے کوئی دکاندار کے ذریعے سے کارروائی کریں انکوائری کریں ٹھیک ہے ہمارا تو انکوائری پر اعتماد ہے۔ اور یہاں جو جواب دیا ہے وہ غلط ہے پیسے پتہ نہیں کون کھا رہے ہیں۔ ہمارے لوگ ویسے پڑے ہوئے ہیں چیئرمین کو شیرنی نہیں ملا ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب چیئرمین : سوال نمبر668 اور 669 سید شیر جان صاحب کا ہے وہ موجود نہیں ہے اس لئے سوال موخر کئے جاتے ہیں۔ اسی طریقے سے سوال نمبر270 سید شیر جان کا ہے وہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس سوال کو بھی موخر کیا جاتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا ہماری جو اسمبلی کی لائبریری ہے اس میں بہت پرانی کتابیں ہیں کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب وہاں آکر پڑھتے ہیں ان کے لئے پیسہ تو رکھیں۔ نئی کتابیں بھی دے دیں نئی ایجادات ہے۔ ریسرچ کی کتابیں ہیں۔

سالانہ تخمینہ جات بابت سال 96-1995 پر عام بحث

جناب چیئرمین : میزانیہ پر اب عام بحث ہوگی سب سے پہلے میں قائد حزب اختلاف جناب محمد اختر مینگل کو دعوت دیتا ہوں اس بحث میں حصہ لیں۔

سردار محمد اختر مینگل : شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر۔ آج اس بجٹ کے سلسلے میں جو بحث کا آغاز میں کر رہا ہوں موجود بجٹ جس کو میں یہ کہوں گا کہ ایسا مشکل بھی نہیں ہے جس کو آدمی سمجھ نہ سکے۔ کچھ بیوروکریٹس کی لکھائی کی مشکلات ہیں۔ کوئی ٹیکنیکل ابزرویشن جو انہوں نے دی ہوئی ہیں۔ وہ شاید ہمارے اس ایوان کی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اصل میں یہاں پر میں دوسرے ممبران کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا۔ اتنے ہم ماہر اکنامکس نہیں ہیں۔ جو ابزرویشن جو اس بجٹ کے مختلف صفحات میں دی گئی ہیں ان کو ہم جان سکیں۔ بہرحال یہ ہمارے اپنی

ذہانت کی بات ہے۔

جس ملک کا یا جس صوبے کا بجٹ تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں مختلف اشخاص جو اس فیلڈ سے واقفیت رکھتے ہوں اکنامکس سے واقفیت رکھتے ہوں وہ بیٹھ کر اس صوبے کے مستقبل کے لئے۔ مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے وہ حال کا بجٹ بناتے ہیں۔ مگر یہاں پر صرف وہ بجٹ تیار کیا جاتا ہے جو ایک سال کی حکمرانی کے لئے ایک سال حکومت کرنے کے لئے ایک سال جب اختتام پر پہنچ جاتا ہے تو دوسرے بجٹ کی تیاری شروع ہوجاتی ہے پھر ہم لوگ رونا روتے ہیں کہ گزشتہ بجٹ میں ہم لوگوں نے کیا خامیاں کی ہیں۔ ہم نے کیا غلطیاں کی ہیں جس کی سزا ہمیں آج مل رہی ہے میں سب سے پہلے تفصیل میں جانے سے پہلے قائد ایوان اور ان ممبران کا بھی اپوزیشن کی طرف سے شکریہ ادا کروں گا۔ وہ ہمارے پاس آئے ہم لوگوں نے جو مطالبات رکھے تھے تفصیلاً" ان پر بحث کی کچھ ہماری نظر میں موٹے موٹے نکات تھے۔ وہ شاید ان کو بھاری نظر آئے۔ اور جو ان کی نظر میں بھاری تھے وہ ہماری نظر میں موٹے نظر آئے ہیں۔ بحرحال پارلیمانی روایت کے مطابق ہم چاہتے ہیں اس اسمبلی کے جو روایت ہے صدیوں سے قائم ہے ہر ممبر دوسرے ممبر کا احترام کرتا ہے اس ایوان میں موجود تمام ممبران کی وجہ سے آج تک بلوچستان اسمبلی کا نام یا اس کے ممبران کی روایت جو انہوں نے برقرار رکھی ہے پورے ملک میں جانی جاتی ہے تو میں ان کی اس روایت جو انہوں نے اپنائی ہے ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ جناب اسپیکر ہر پولیٹکل پارٹیز چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھی ہوں یا ٹریژری بنچز پر بیٹھی ہوں ان کا اپنا موقف ہوتا ہے اور ان کا اپنا نظریہ ہوتا ہے۔ جس دن ہمارے وزیر خزانہ بجٹ تقریر کررہے تھے کہ بجٹ ایک قومی امانت ہوتی ہے بظاہر اس کو وزیر خزانہ کی تقریر سے پہلے لیک آؤٹ نہیں ہونا چاہئے تھا مگر آپ نے خود دیکھا جس دن ہمارے وزیر خزانہ بجٹ پیش کررہے تھے۔ اس دن سے اخبارات میں بجٹ کے چرچے شروع ہوگئے کہ کس مد میں کتنا خرچ کیا جارہا ہے جاری اسکیموں پر کتنا خرچ کیا

جارہا ہے اور اگلی اسکیموں کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں تو میرے خیال میں اس امانت میں جو خیانت ہوئی ہے اس کے ذمہ دار ہمارے وزیر خزانہ ہی ہوسکتے ہیں۔ ان کا محکمہ ہوسکتا ہے ان کی کابینہ ہوسکتی ہے۔ یا پوری حکومت جناب اسپیکر ہوسکتی ہے۔
بحرحال ہمارا جس دن بجٹ پیش کیا گیا اس دن واک آوٹ کرنے کا مقصد جو متحدہ اپوزیشن کی طرف سے کیا اور جب بجٹ پر بحث کا سلسلہ شروع تھا اس دن اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ بجٹ عوامی امنگوں کی ترجمانی نہیں کرتا اس لئے ہم اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ بائیکاٹ کرنے کا مقصد ہمارا قطعا" یہ نہیں ہے کہ جیسا کہ کہا جارہا ہے کہ خواہ مخواہ ہم بات کا بتنگڑ بنانا چاہتے ہیں قطعا'' یہ نہیں ہے اس بجٹ کی جو خامیاں تھیں وہ پیش کرنا چاہیں اور آج بھی جب اپوزیشن کی طرف سے کچھ تجاویز رکھیں گے یا خامیاں ٹریژری بینچز کے سامنے یا اس ایوان کے سامنے رکھیں گے ہم ان سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان خامیوں پر نظر رکھتے ہوئے آئندہ آنے والا بجٹ بنائیں۔ اس بجٹ کی خامیاں یا جو اس کی خرابیاں ہیں دور کریں چاہے اس کو ٹیکنیکل نام دیا جائے یا کوئی اور نام دیا جائے اس پر نظر رکھتے ہوئے ہماری تجویز پر امید رکھتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے پوری امید رکھتے ہیں کہ ان پر غور کیا جائے گا۔
بحرحال ہمارا ارادہ تو بائیکاٹ کا تھا ہم اس کے لئے کتنی تیاری کرسکے ہیں یا نہیں کرسکے ہیں اور ابتدا بھی اس کی آپ نے ہم سے کرائی ہے۔ جس وقت ہم نے بجٹ کے سلسلے میں میڈیا سے تنقید کی کہ کچھ نکات ہیں جو اب آپ کے سامنے رکھیں گے۔ کل جو سپلیمنٹری بجٹ پیش ہوا اور بدقسمتی اس کو کہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سپلیمنٹری بجٹ کے جو ڈاکومنٹس تھے جو تیاریاں ہم نے کی تھیں بائیکاٹ کی وجہ سے وہ موقع ہمیں نہ مل سکا کہ اس کی ہم نشاندہی کریں اس پر بحث ہونی تھی مگر نہیں ہوئی ٹریژری بینچز تو اس وقت موجود تھی نہ جانے ٹریژری بینچز کو بھی اس میں خامیاں نظر نہیں آئیں۔ ایوان سے باہر بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس پر خامیاں نکالی ہیں جو اس

ایوان کے ممبر صاحب ہیں انہوں نے نہیں نکالی۔ یہ ہم ممبران کی ذمہ داری ہے کم از کم یہ توقع تھی کہ ٹریژری بینچز سے اٹھ کر کوئی ایک اس نکتہ پر اعتراض کرتا کوئی اٹھ کر یہ کہتا کہ یہ سپلیمنٹری بجٹ نہیں ہے یہ فضول خرچی کا بجٹ ہے۔ معذرت کے ساتھ جناب اسپیکر عرض کروں گا جو ایک نام رکھا گیا ہے سپلیمنٹری کا بجٹ تو یہ ایک فضول خرچی کا بجٹ ہے جو حکومت زیادتی فضول خرچیاں کرتی ہیں جو ناجائز فضول خرچیاں کرتی ہیں اس کی پھر منظوری موجودہ بجٹ سے سیشن سے لی جاتی ہے بحرحال ہمیں اس بحث میں حصہ لینے کا موقع نہ ملا چاہے اس میں ہماری غلطی ہو یا وہ سوچ جس کی بنا پر ہم نے بائیکاٹ کیا تھا آج جب بجٹ پر بحث شروع ہے اس پر میں مختصراً" چند ایک چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق کچھ کہوں گا۔ اور اس اجلاس میں فوراً" شرکت کرتے وقت ہمیں جو ڈاکومنٹس ملے ہیں ان کے متعلق کچھ کہوں گا زیادہ تر بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے وہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے ہیں بحرحال ہر قوم کا مستقبل بنانے کے لئے ہر قوم جو دوسری قوم کے مدمقابل جانا چاہتی ہے۔ اس کی بنیاد اس تعلیم پر ہے اور اس تعلیم سے اس کو نوازنا ہے جو موجودہ دور میں یا آج کے وقت میں ہر محکوم قوم کے لئے ضروری ہے۔ وہ قومیں جو صدیوں سے وہ قومیں جو بنیادوں سے استحصالی قوتوں کے شکنجوں میں غلامی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ اس کے لئے تعلیم کا ہونا لازمی ہے تو وزیر خزانہ کو مبارک باد دوں۔ وزیر تعلیم کو مبارک باد دوں کہ ان کی کاوشوں سے اس مد میں اچھی خاصی رقم اس بجٹ میں دی گئی ہے بہرحال رقم تو ہر بجٹ میں کسی نہ کسی محکمے کو دی جاتی ہے اب اس رقم کا استعمال کس طرح کیا جائے گا آیا گزشتہ کے دور حکومت میں ہر بجٹ میں مختلف محکموں کو جو بھی رقم دی گئی ہے وہ کسی نہ کسی نام کے حوالے سے دی گئی ہے اریگیشن کو دی گئی ہوگی تو اریگیشن کے نام سے کہ وہاں پر نہروں ڈیمز ڈیلے ایکشن ڈیم کا کام کیا جائے پبلک ہیلتھ کو دی گئی ہوگی تو وہ بھی واٹر سپلائی لوگوں کو جو نہروں میں پینے کے پانی سے وہ سہولتیں مہیا کی جائیں ہیلتھ کو اگر دی گئی تھی مختلف ادویات وہ افراد

جو اپنے علاج Afford نہیں کرسکتے سرکاری حوالے سے ان کا علاج کیا جائے تو اسی طرح ایگریکلچر ہے ہمارے جنگلات ہیں مختلف محکمے ہیں سب کے لئے مخصوص رقم مختص کی گئی ہوگی اس طرح آج کے بجٹ میں ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے مگر آیا ہم حقیقتاً اس ملک کی وہ ناخواندگی ختم کرنا چاہتے ہیں حقیقتاً ہم اس صوبے کے عوام کو اس درجے تک پہچانا چاہتے ہیں جہاں پر وہ آج کے اس دور میں اپنے مدمقابل قوموں کا مقابلہ کرسکیں تو پھر ٹھیک ہے اگر اس لئے رکھی گئی ہیں کہ ماسٹر اپنی تنخواہیں لیتے رہیں مگر اسٹوڈنٹس جو ہیں اسکول میں چپڑاسی کی نگہداشت میں کلاس روم میں بیٹھے رہیں۔ ہیڈ ماسٹر اپنی تنخواہیں وصول کرنے کے لئے صرف مہینے کی پہلی تاریخ کو ڈی ای او آفس میں اپنی تنخواہ وصول کرے اور ٹیچرز جو ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ کس وقت کونسا لیسن یا پیریڈ اٹینڈ کررہے ہیں اگر اس مد کے لئے رکھی گئی ہے تو میرے خیال میں یہ رقم انتہائی کم ہے کرپشن کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی کرپشن ایک مگرمچھ ہے جس کا منہ جتنا بھی کھولا جائے جس کے منہ میں جتنا کچھ بھی ڈالا جائے وہ کم ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر یہ مد یا رقم ان چیزوں کے لئے رکھی گئی ہے اسٹوڈنٹس بغیر ٹیچر کے بیٹھے ہوں ہیڈ ماسٹر کو یہ پتہ نہ ہو کہ اس کے اسکول کے طلبا کی تعداد کیا ہے؟ حتی کہ اس کو یہ پتہ نہ ہو کہ اس کے اسکول میں یا اس تعلیمی ادارے میں کتنے اساتذہ کام کررہے ہیں یا کتنے اساتذہ تنخواہ لے رہے ہیں تو میرے خیال میں اس مد میں یہ رقم کافی کم ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف اگر جائیں بلوچستان کے وہ علاقے ہیں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کو تو کسی حد تک دوائیاں یا ڈاکٹرز دیئے جارہے ہیں لیکن وہ چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں وہ چھوٹے چھوٹے علاقے ہیں جہاں پر مریض ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر تک پہنچتے پہنچتے۔۔۔۔ روڈوں کی حالت جناب اسپیکر آپ سب کو معلوم ہے روڈ نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن کسی بھی طریقے سے پیدل گھوڑوں پر، گدھوں اونٹوں پر جس وقت وہ اسپتال میں پہنچتے ہیں تو ان کا پچھلا بنیادی مرض چار شکل اور اختیار کرجاتا ہے۔ وہ کیوں کیونکہ بیسک فرسٹ ایڈ

کا جو سسٹم ہے وہ بھی ہم نے گاؤں میں نہیں رکھا ہے ڈسپنسریاں اپنی جگہ پر قائم ہیں چوکیدار اس کی تنخواہ لے رہا ہے خاکروب اس کی تنخواہ لے رہا ہے ڈسپنسر بیٹھا ہوا ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں مگر تنخواہ لے رہا ہے اسی ڈسپنسری کے دوائیاں نہ ہونے کے برابر ہیں ایک ڈسپنسری میں تین ہزار کی دوائیاں دی جارہی ہیں جناب اسپیکر تین ہزار میں اگر ہم رکھیں تو ڈسپرین کی وہ گولیاں بھی میسر نہیں آتی لوگوں کو ظاہر ہے کوئی مریض اگر ہاسپٹل میں علاج کے لئے جائے گا صرف سر کے درد کے لئے نہیں جائے گا کہ اس کو وہاں ڈاکٹر ڈسپرین ہاتھ میں رکھ دیں اس کو وہ مرض ہوگا جس کے علاج کے لئے اس کو ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا ڈسپرین تو آج ہر گاؤں کے چھوٹے بڑے وہ کیبن یا دوکان میں مل رہی ہیں دوائیاں ڈسٹرکٹ سے ---- ایک تو ڈسٹرکٹ تک مشکل سے پہنچتی ہیں جب ڈسٹرکٹ میں پہنچتی ہیں تو وہ بھی بندر بانٹ ہوجاتی ہیں مریضوں کے پہنچنے سے پہلے وہ کیمسٹوں میں بھیجی جاتی ہیں مریضوں کو دوائیاں ان کے مرض سے پہنچنے سے پہلے بڑی بڑی مارکیٹوں میں بھیجی جاتی ہیں جناب اسپیکر اگر ہیلتھ کے لئے بھی اس وجہ سے یہ رقم رکھی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت کم ہے جناب اسپیکر اذان ہے وقفہ دیں گے یا میں جاری رکھوں؟

جناب چیئرمین : اذان کے بعد آپ اسپیچ جاری رکھیں۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب اسپیکر جس طرح میں نے شروع میں کہا تھا کہ وہ تیاری ہم نہ کرسکے اجلاس سے بائیکاٹ کی وجہ سے اس بجٹ کو جو ہم نے نام دیا تھا کہ یہ وزراء اور بیوروکریسی کی شاہ خرچیوں پر بنایا گیا ہے اس کی مثال میں آپ کے سامنے ایک رکھ دیتا ہوں۔ بلوچستان ہاؤس جو اسلام آباد میں بن رہا ہے۔ 95-1994ء اس کے لئے رقم رکھی گئی تھی۔ 28.548 ملین اس سال وہ رقم بڑھا کر 41.326 ملین کی گئی ہے۔ کہاں 28 اور کہاں 41 ظاہر ہے وہ بات ہم بھی ماننے کے لئے تیار ہیں کہ مہنگائی بڑھتی جارہی ہے اس پر بھی میں آتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کتنی مہنگائی بڑھی

ہے سی ایم سیکریٹریٹ جو یہاں پر بنایا جارہا ہے۔ 95-1994ء میں 30.500 ملین اس کی کاسٹ اسٹیمیٹ تھی۔ اس سال 30.500 ملین سے بڑھا کر 36.095 ملین کردی گئی۔ سی ایم ریذیڈنس پچھلے سال اس کے لئے دس ملین رکھے گئے تھے اس سال بڑھا کر 15.500 ملین کردی گئی ہے۔ جناب اسپیکر اس طرح کافی دوسرے اخراجات میں جو ہماری صوبائی حکومت کے دور میں بڑھ گئے ہیں مہنگائی پورے ملک میں بڑھی پورے اس خطے میں بڑھ چکی ہوگی۔ وہ بات ہم سمجھتے ہیں۔ مگر جتنی مہنگائی بلوچستان کی بجٹ میں نظر آتی ہے وہ دنیا کے کسی علاقے میں نہ بڑھی ہو کوئی ریشو تو رکھتے کسی مد میں تو Hundred and Ten پرسنٹ بڑھادیا گیا ہے۔ کسی مد میں تو دیکھیں 15% بڑھا دیا گیا ہے۔ کوئی حد یا لمٹ ہے ان کی بڑھانے کی یا کلی چھوٹ ہے۔ سی ایم ریذیڈنس یا بلوچستان ہاؤس ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے عوامی نمائندے یا قائد ایوان ان کے لئے بنایا گیا مگر آیا جس دن ہم نے اس ایوان میں ایک حلف اٹھایا تھا اس ممبری کے حوالے سے یا جس دن ہم الیکشن میں Participate کررہے تھے یا اسپیکر کے حوالے سے کسی نے حلف اٹھایا ہوگا یہ سوچ کر اپنی آرائشوں اور اپنی سہولتوں سے زیادہ ہم عوامی نمائندگی کا وہ کردار ادا کریں گے۔ عوام نمائندگی کی کردار کا مطلب ہم عوام کے وہ مشکلات عوام کو وہ مسئلے جو درپیش ہیں وہ پہلے ترجیح دیں گے مگر اس بجٹ میں ترجیح دی ہے ہم نے اپنے آرائشوں کے لئے یعنی حکومت میں شامل وزراؤں کی آرائشوں کے لئے بیوروکریسی کے آرائش کے لئے یا اپنے روزمرہ کے سہولتوں کے لئے جناب اسپیکر 28 ملین سے جاکر ہم 41 ملین تک پہنچ گئے ہیں اب پچھلے دنوں ہم نے اخبار میں پڑھا تھا کہ لعل شہباز قلندر کے مزار گیٹ کو سونے کا گیٹ لگائیں گے پتہ نہیں اس پر کتنے ارب یا کروڑ خرچ ہونگے۔ اب پتہ نہیں ہمارے سی ایم ہاؤس یا بلوچستان ہاؤس کو اس طرح کا کوئی سونے کا گیٹ لگا رہے ہیں جو اتنی رقم ایک دم سے بوسٹ اپ Boost Up ہوگئی ہیں۔ کوئی چیک کرنے والا نہیں کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ یہ رقم کیوں خرچ کی جارہی ہے۔ صرف سی ایم

ریذیڈنس یا سی ایم سیکریٹریٹ کے لئے بلوچستان ہاؤس ایک تو کراچی میں بن گیا اور مکمل بھی ہوگیا جتنے اخراجات سابقہ بجٹ میں آئے اس بار معلوم نہیں مس پرنٹ جعفر خان صاحب تو نہیں مان رہے کہ نہیں ہوگا۔ تیس ملین کی بانڈری وال رکھی گئی تھی۔ اس کی وضاحت تو جعفر نے کی ہے۔ اب پتہ نہیں اس پر عملدرآمد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ایک ملین اس کی باؤنڈری وال پر اس سال کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ریسٹ ہاؤس جس کا کہا جارہا ہے کہ ہم ریسٹ ہاؤس نہیں بنارہے ہیں صرف باؤنڈری وال بنارہا ہے اس سال اس کے لئے 510 ملین کیوں رکھا گیا ہے۔ مگر ریسٹ ہاؤس بنانے کی نیت نہیں جس طرح ہمارے وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم کراچی کا جو ریسٹ ہاؤس اس کو بیچنا چاہتے ہیں خدا کے بندے اگر آپ ریسٹ ہاؤس بیچنا چاہتے ہیں تو پھر اس زمین پر کیا بنائیں گے۔ زمین بھی بیچ ڈالیں بلوچستان ہاؤس جو کہ اس پر ایک ملین خرچ کررہے ہیں آئندہ میرا خیال ہے کہ آپ کا پروگرام ہے ریسٹ ہاؤس بنانے کا باؤنڈری وال جو بنارہے ہیں ایسا نہیں کہ باؤنڈری وال بنالی اور ایک ملین اس پر خرچ کردی۔ پھر اس کے بعد دس لاکھ میں زمین بیچ دی۔ اس کے علاوہ آج اس ایوان میں ہم بیٹھیں ہیں۔ صوبائی اسمبلی کی طرف سے کچھ تجاویز پوسٹوں کی منظوری کے لئے دی گئی تھی۔ حسب ضرورت جو بائیس آسامیاں ہیں ان کا کیس 96-1995ء میں جاری رکھنے کے لئے محکمہ مالیات کو بھیجا گیا تھا۔ اس میں سے دو آسامیاں ایسے تھی جن کی سال 95-1994ء جاری رکھنے کے لئے محکمہ مالیات نے منظوری 1994-04-18 میں دی تھی لیکن تمام بائیس آسامیوں کی سال 95-1994ء جاری رکھنے سے انکار کیا ہے ایک طرف وہ فضول خرچیاں دوسری جہاں ہمیں یہ ضرورت ہے ایشن فاؤنڈیشن سے اس اسمبلی کو کچھ کمپیوٹر دیئے گئے۔ اور اس کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ ایک کمپیوٹر منیجر گریڈ اٹھارہ اور ایک اسسٹنٹ منیجر گریڈ سترہ کی پوسٹ کریٹ کی جائے سننے میں یہ آرہا ہے پتہ نہیں اس میں کتنی حقیقت ہے اس کی وضاحت خود وزیر خزانہ کریں گے دو پوسٹ جو گزشتہ سال دی گئی تھی اس سال ان

کو ختم کیا جارہا ہے۔ آیا اس اسمبلی کے ساتھ یہ ناروا سلوک کیوں کمپیوٹر منیجر اور اسسٹنٹ منیجر کی جو یہاں پر ضرورت ہے ظاہر ہے ان ضرورتوں سے نہ صرف اپوزیشن استفادہ حاصل کریں گے بلکہ یہ پوری ایوان جس میں قائد ایوان اسمبلی کے ممبران جو ٹریژری بینچز پر ہو یا اپوزیشن میں ہوں۔ اس سے جو سہولتیں میسر ہیں پورا ایوان فائدہ حاصل کرے گا۔ بائیس پوسٹیں جو دی گئی تھیں اب تک ان کی بھی منظوری نہیں دی گئی ہے۔ ایم پی اے ہاسٹل کی یہ حالت ہے۔ جب ہم پوچھتے ہیں اسپیکر سے یا وہاں متعلقہ آفیسر سے کہ اس کی حالت کیوں اس طرح ہے۔ اکثر کمرے بند پڑے ہوئے ناکارہ ہے۔ (ایم پی اے) حضرات مجبور ہوکر ہوٹلوں میں اپنے دوست و احباب کے ہاں ٹھہرتے ہیں جو کمرہ اس وقت استعمال ہے ان کی یہ حالت ہے کہ کوئٹہ میں پانی کی کمی ہے مگر (ایم پی اے) ہاسٹل کے کمروں کے چھتوں سے پانی آتا ہے۔ ہم واسا کو کھوتے ہیں کہ واسا پانی ہمیں پانی نہیں دیتا۔ مگر ادھر واسا کو داد دینا چاہئے۔ نلکوں کی بجائے چھت سے پانی آتا ہے۔ ایم پی اے ہاسٹل کی اگر گیلری میں جائے ایسا لگتا ہے کہ آپ بروری روڈ سے جارہے ہیں۔ مینٹیننس کے لئے کوئی خرچ نہیں دیا جارہا ہے اسمبلی بلڈنگ تو میرے خیال میں وزیر خزانہ کو تو احساس ہوا ہوگا۔ جس دن وہ بجٹ پیش کررہے تھے سبی کا ٹمپریچر آپ کو بلوچستان اسمبلی میں مل رہا تھا۔

ملازمین تو نہیں دی جا رہی ہیں مگر کم سے کم اس کو مینشن رکھنے کے لئے یا اس وجہ سے نہیں رکھا جا رہا شاید ہم مختصر وقت کے لئے یہاں پر آتے ہیں آئے اپنی تقریر پیش کی یا سوالوں کے جوابات دیئے کوئی گیا اپنے گھر بیٹھا یا اپنے دفتر میں بیٹھا اگر اس اسمبلی کا اجلاس شاید ہم یا منسٹروں کے افیسز اس بلاک میں شفٹ کرتے تو شاید آج اس کی حالت کچھ اور ہوتی۔ جناب اسپیکر میں نے شروع میں کہا کہ اس بجٹ کے سلسلے میں کچھ مزید تیاری نہ کرسکا اور جو تیاری تھی وہ ڈاکومینٹس نہ لاسکا بہرحال جو کچھ میں نے پیش کیا یا تجاویز ہم نے سامنے رکھیں یا مجھ سے بعد جو ٹریژری بینچز یا اپوزیشن بینچز کے تمام دوست اس پر غور کریں گے جس لحاظ سے اپوزیشن کا تعلق ہے یا ان کے تعاون کا تعلق ہے ہم نے ہر وقت ان سے تعاون کیا ہے جہاں بلوچستان کا مسئلہ ہے بلوچستان کے حقوق کے بارے میں کوئی بات ہوئی ہے جو کچھ ہمارے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں اس سلسلے میں ہم نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے نہ کہ کاغذی بلکہ ان پریکٹس ہم نے وہ کرکے دیکھایا ہے تو آئندہ بھی ہم ان کو ان مسائل کے سلسلے میں یقین دہانی کراتے ہیں چاہے فیڈرل سے تعلق ہو یا صوبائی لیول کا مسئلہ ہو ہم ان کو تعاون کا یقین دہانی کراتے ہیں جناب اسپیکر مگر بدقسمتی ہماری یہ رہی ہے اس صوبے کو اس ملک کے وجود آنے سے لے کر آج تک ہم کو دوسرے نہیں بلکہ تیسرے درجے کا شہری تصور کیا جاتا رہا ہے جس شخص کے پاس بلوچستان کے باشندے ہونے کا کوئی ثبوت ہے یا کوئی نشاندہی کی گئی ہے اس کو اس ملک کا تیسرے درجے کا شہری قرار دیا جاتا ہے مرکز میں نوکریوں کے حوالے سے اس کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیا جاتا ہے اگر خدا نخواستہ وہ لاہور کی کسی گلی میں بھٹک جائے اس سے بھی یہی رویہ اختیار کیا جاتا ہے کیوں آخر کس سے ہم کس درجے میں کم ہے ملک کے لئے قربانی دینے والوں میں یا اپنی آزادی کو قربان کرکے اس ملک میں شامل ہونے کے لئے یہی وہ واحد قوم ہے جس نے اپنی آزادی قربان کی اپنے

• وسائل آج تک جو یہ ملک چل رہا ہے اسی کے وسائل سے چل رہا ہے اس کی گیس ہے اسی سے ملک کے کارخانے اور صنعتیں چل رہی ہیں اس کے معدنیات ہے آج کا یہ ملک اس کی معدنیات سے چل رہا ہے اگر اس ملک کو بیرونی ممالک سے کوئی قرضہ مل بھی رہا ہے تو وہ بھی بلوچستان کی وجہ سے بلوچستان کی جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے دیا جارہا ہے اگر اس کو ایک ساتھ رکھا جائے تو میرے خیال میں کوئی قرضہ دینے کے لئے تیار نہ ہوگا بلکہ پرانے کھاتے کھل کے اس سے حساب لیا جائے گا سب کچھ ہماری وجہ سے اس صوبے کی وجہ سے مل رہا ہے مگر اس کے بدلے میں ہمیں کیا دیا جارہا ہے ہر سال ہم بھاگتے ہوئے یہاں سے وفد کی صورت میں یا قرار دادیں پیش کرتے ہوئے ہم جائیں مرکز سے اپنا حق حاصل کررہے ہیں جو کچھ آج ہمیں اس قرار داد کے حوالے سے دیا گیا ہے ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارا حق ہے مرکز نے اگر ہمیں دیا ہے بھیک کی شکل میں دیا ہے حق وہ ہوتا ہے جو کبھی نہ چھینا جائے نہ کوئی اس پر بری نظر رکھے کب تک ہم قرار دادوں کے ذریعے کب تک ہم بل پاس کرنے کے ذریعے مرکز سے اپنے حقوق کی جنگ لڑتے رہیں گے مرکز کو یہ احساس نہیں ہے کہ ہماری بدحالی کا کیا حل موجودہ مرکز نہیں جو کوئی بھی آیا ہے 1947ء سے لے کر 1995ء تک جو کوئی بھی حکمران اس ملک میں آیا ہے چاہے وردی میں ہو چاہے پاجامہ میں ہو چاہے پگڑ والا ہو اس نے یہی ہمارے ساتھ رویہ اختیار کیا ہے ہم بے بس ہروقت دیکھتے رہتے ہیں کہ وہاں سے اسلام آباد کے ٹوکرے سے کیا ہمارے لئے پھینکا جارہا ہے جو کچھ بھی پھینکا جارہا ہے اس میں بھی Cream وہی کھاجاتے ہیں گوشت وہی کھاجاتے ہیں ہڈی بھی ہمارے سامنے ایسے پھینکتے ہیں جیسے کوئی بھکاری ہو بھکاری تو ان کو ہونا چاہئے جو ہمارے مرہون منت ہیں بھکاری ان کو کہا جائے جو ہمیں لوٹ کر جس وقت ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں نیشنل اسمبلی میں اور سینٹ میں یہ بات ہو رہی ہے کہ جی یہاں علاقے کے لوگ اسمگلر ہیں ڈاکو ہیں تو جناب ڈاکو وہ ہوتے ہیں جو قوموں کے حق پر ڈاکہ ڈالیں جو قوم بے

روزگار ہیں جس کے لئے آپ نے روزگار کے دروازے بند کرلئے ہیں جس کے وسائل آپ درد پردہ لوٹتے جارہے ہیں جن کے وسائل پر آپ نے اپنے آدمی آکر بٹھائے ہیں ان کے لئے کوئی وصیلہ ہی نہیں ہے روزگار ان کو آپ نہیں دے رہے ہیں فنڈز ان کے آپ کے مرہون منت ہیں جس وقت آپ کو آپ کی مرضی ہوئی آپ نے ان کو فنڈ دیئے جس وقت آپ کی مرضی نہیں ہوئی آپ کی خواہش کے مطابق وہ چل نہ سکے آپ نے ان کے فنڈ بند کردیئے کب تک یہ چلتا رہے گا کب تک ہم یہ دیکھتے رہیں گے اگر جو کچھ آیا بھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہم اس کو حق نہیں سمجھتے ایک خیرات کے ذریعے آیا اور اس خیرات میں جس کا حصہ بنتا ہے ہم نے ایوان کے سامنے ان تک پہنچایا بلوچستان کا جو بجٹ بنایا گیا وہ بجٹ ہم عوامی امنگوں کے تحت بنایا جس دن بجٹ کی تیاریاں ہوئیں اس میں وہ ماہر موجود تھے جو مختلف علاقوں کی بدحالی کی مختلف علاقوں کی ضروریات کے مطابق اس میں کچھ نکات رکھتے نہیں رکھے گئے کیونکہ جو تجربہ کار جعط کو تجربہ کار کا نام دیا گیا ہے وہ خود ڈی ایم جی کے آفیسرز ہیں ان کو اس صوبے کے لوگوں سے کیا لگاؤ ہے ان کو تو اپنی تنخواہوں سے ان کو تو اپنی بجٹ سے بچا ہوا جو رقم ہے ان سے مقصد ہے ان کو اگر لگاؤ ہوتا اس قوم سے یا اس صوبے کی بدحالی سے تو ہمارے بجٹ کے ستر فیصد جاری اسکیموں پر نہیں ہوتا اور جاری اسکیموں کی ہم نے کوئی مد نہیں رکھی ہے کتنے سال میں کمپلیٹ ہوتا ہے کتنی رقم ان کے لئے خرچ ہونی ہے جو کوئی بھی جاری اسکیم ہے پی ایم سی کمپلیکس بن گیا ہے ہمارے لئے نہ ختم ہوتے ہیں نامکمل ہورہے ہیں چھ چھ بجٹ تک کھا گئے ہیں کوئی اسکیمیں ایسے ہیں اب آئندہ پتہ نہیں نیت کیا ہے کتنے اور بجٹ کھانے کے نیت ہیں جناب اسپیکر صاحب اس کے علاوہ آخر میں جناب اسپیکر صاحب ایک میں اس کو کہوں گا روایت بھی رہ چکی ہے کہ ہر بجٹ سیشن میں صوبائی اسمبلی کے ملازمین کو گزشتہ کئی سالوں سے جو ایک تنخواہ دی جاتی ہے میں وزیر خزانہ سے سفارش کروں گا کہ اس سال بھی ان کی اس تنخواہ کا اعلان کیا

جائے کیونکہ بجٹ کی سیشن میں ہم ممبران نے کتنی ذمہ داری ادا کی ہے یا کتنے ہم نے کام کئے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے ہم سے زیادہ کام کی ہوگی اس بجٹ کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے تو آخر میں میں تمام ایوان خاص کر قائد ایوان اور وزیر خزانہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری تقریر کو سنا اور امید رکھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ تجاویز میں نے کوئی ایسے پوائنٹ آوٹ کرکے تجاویز نہیں دیئے بہرحال جو جنرل جو اس بجٹ کے بنانے میں یا آئندہ کی بجٹ کے بنانے میں جو تجاویز میں نے دی ہیں ان پر غور کریں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اسی طرح ہماری جو ایک روایت قائم ہے وہ برقرار رہے گی۔

جناب اسپیکر تھینک یو

جناب چیئرمین : جناب چیئرمین کلیم اللہ صاحب آج کے لئے آپ کا نام ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : کل کے لئے ہوتا تو ذرا فریش ہوتا بہرحال۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ) : سر اگر اجازت ہو تو پانچ دس منٹ میں بھی لے لوں۔

جناب چیئرمین : آپ کل بولنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ کا نام پہلے سے دیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : آج میرے خیال میں ایک جمالی صاحب ایک اور بھی تھے۔

جناب چیئرمین : نہیں آج جو یہاں پر ہیں ڈاکٹر کلیم اللہ، میر عبدالنبی جمالی، جناب کچکول علی صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) : کچکول علی اور جمالی صاحب دونوں بولیں تو میرے

خیال میں آج کے لئے کافی ہیں میرا نام کل صبح رکھ دیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی میں دعوت دیتا ہوں میر عبدالنبی خان جمالی کو۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب ہمیں بڑی مسرت ہے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ ہمارے بھائی جو تھوڑے بہت ہم سے ناراض ہوگئے تھے ہمارے بجٹ پر وہ واپس آئے ہیں اور یہ ایک جمہوری جیت ہے ان کی کہ وہ واپس آکر ہمارے خامیوں پر باتیں کریں اور ہمیں اپنے خامیوں کا احساس دلائیں تاکہ ہم مل جل کر اس بجٹ کو پاس کریں اور اس کی خامیاں دور کریں اور ہم صوبہ بلوچستان کی اچھی طرح خوش اسلوبی سے خدمت کرسکیں میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی اور جو فود کے ساتھ ملا ان کو منا کر لے آئے یہ ایک بہت بڑی روایت ہے اچھی اور اسی روایت کے تحت ہم چلتے ہوئے آرہے ہیں جب ہمیں پیسہ نہیں مل رہا تھا مرکز سے تو ہمارے سب بھائیوں نے چاہے وہ قومی اسمبلی کے ممبر تھے چاہے وہ سینٹ کے ممبر تھے چاہے وہ صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے ہم سب بھائیوں نے مل کر آواز بلند کی قرار داد پاس کی جس کی وجہ سے ہمارا جو سرچارج تھا جو نہیں مل رہا تھا 266 کروڑ وہ ہمیں ملا اس مد میں تو نہیں ملا اگر اس مد میں مل جاتا تو میں سمجھتا ہوں ہمیں بڑی خوشی ہوتی لیکن انہوں نے دوسرے طریقے سے یعنی ہمارا حق نہیں مانتے ہوئے مرکز نے ہمیں وعدہ دیا کہ وہ 266 کروڑ دیں گے لیکن اگر اسی بات کو مان لیتے ہے میں ان باتوں پر اپنا سردار مینگل کی تائید کرتا ہوں ساتھ ہی بجٹ کے بارے میں میں کچھ عرض کروں گا جناب والا اس سال جو بجٹ بنا ہے۔

میں ذاتی طور پر اس پر رائے دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بہت ہی منصفانہ بنا ہے ٹھیک ہے تھوڑی بہت خامیاں ہوئی ہوں گی جو ہم آپس میں بیٹھ کر کے رہکٹی فائی کریں اور وزیر خزانہ صاحب نے ایک بہت ہی اچھی کوشش کی ہے اس میں کہ ہم اپنے بجٹ سے نہ پچھلے گزشتہ بجٹ سے اور نہ اس سال کے بجٹ سے ہم تجاویز کر رہے ہیں اس

لئے کہ مرکز سے ہمیں پیسہ ملتا نہیں ہے ہمیں دوران ڈویلپمنٹ جو ہے ویدیں بجٹ ہم اس سے بچا کر ڈویلپمنٹ کے لئے بھی رکھا ہے اور بقایا جو تھا وہ نان ڈویلپمنٹ میں چلا گیا جہاں تک میرے محکمے کا تعلق ہے سر میں اپنے بھائیوں اور کولیگز کو بتانا چاہتا ہوں کہ ٹوٹل مجھے ایک ارب بیس کروڑ روپے مل رہا ہے اس سال جس میں 4'39 کروڑ روپے نان ڈویلپمنٹ فنڈ ہے اور بقایا جو ہے وہ آن گوانگ اسکیم نئے اسکیمز کے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا محکمہ ٹوٹل واضح ہے ہر اسکیمز بھائیوں نے دی ہوئی ہے اسی اسکیمز کو ہم نے اپروف کیا ہوا ہے اور ہر ایم پی اے کو جتنا ملا ہے اس کے تحت ہم بانٹ رہے ہیں جیسے سولار پمپ ہمارے پاس آئے ہم نے وہی سولار پمپز ہر ممبر کو چاہے وہ اپوزیشن کا تھا چاہے وہ ٹریژری بنچز کا تھا چاہے کسی اس سے تعلق رکھتا تھا تو اس لحاظ سے سر یہ بالکل منصفانہ بجٹ ہے آپ جو اسکیمز دیں گے وہ بھی منصفانہ ہوں گے لیکن نیڈز کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ بنایا جاتا ہے اس میں کچھ گنجائش ایسی ہوتی ہے کہ اگر میرا حلقہ ہے اور وہاں پر میں صرف اپنے آدمیوں کو اسکیمیں دیتا جاؤں کیونکہ میں ایم پی اے ہوں اور جہاں نیڈر ہیں وہاں ان کو نہ دیا جائے یہ بہت غیر منصفانہ ہوتا ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ جیسا اب نوکنڈی کا اسکیم ہے ہم نے اس کو اس سال پندرہ کروڑ روپے دیئے ہیں تاکہ ہم اس کو کمپلیٹ کرائیں اور خاص کر جناب والا آپ کو یہ پتہ ہوگا کہ آپ کو سیف جو پیسہ مل رہا ہے وہ 70 پرسنٹ ورلڈ بینک اور ایشین بینک دیئے رہے ہیں ورنہ آپ کے ساتھ کچھ بھی ہوتا اور 30 پرسنٹ ڈویلپمینٹ کرسکتے جیسے اختر صاحب نے فرمایا کہ تین مدون میں پیسہ زیادہ ہے واقعی زیادہ ہے واقعی زیادہ ہے وہ زیادہ اس لئے ہے اس کے لئے ورلڈ اور ایشین بینک 70 پرسنٹ دیتے ہیں یعنی ایجوکیشن تھرڈ ایجوکیشن اہلیت اور جی ایچ ای کے لئے تو باہر سے پیسہ آرہا ہے لیکن ہمیں مرکز سے ہمارا حق ٹوٹلی نہیں مل رہا ہے بہت ہی کم مل رہا ہے۔ تو اگر باہر سے یہ پیسہ نہیں آتا تو آپ کی 70 پرسنٹ بجٹ اس وقت نہیں ہوتا بلکہ آپ کے پاس سو میں سے تیں پرسنٹ

بجٹ بن جاتا لیکن اس کو بھی ہم نے یہی کوشش کی ہے کہ اس کو منصفانہ تقسیم کریں اس کی دوسری مثال آپ کو یہ عرض کروں کہ آکڑہ ڈیم 56 کروڑ روپے سے بنا اب ایک ہی ضلع میں 56 کروڑ روپے استعمال کئے گئے کہ وہاں کی ایک نیڈ تھا لہٰذا اگر آپ اس کو کہیں کہ جی 56 کروڑ روپے گوادر میں کیوں خرچ کی گئی ہے تو میں کہوں گا کہ وہاں ضرورت تھی اور اس کی نیڈ تھی اور لوگوں کی ڈیمانڈ تھی ان کو پینے کا پانی مہیا کرنا تھا دور دراز علاقے ہیں تو اس سے پسنی اور گوادر کو بھی آج پانی دے رہے ہیں تو یہ ہماری منصفانہ تقسیم ہے یہ ہماری مساوی تقسیم ہے ہم نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ ہم اپنے لئے تو کچھ کریں اور دوسرے بھائیوں کو Neglect کریں جتنے اسکیمز ہر ایم پی اے کو دی جا رہی ہیں یعنی 25 '25 لاکھ میرے محکمے سے وہ ہر ایم پی اے کے لئے ہیں سولار پمپ ہر ایم پی اے کے لئے ہیں ہاں اگر مرکز سے پیسہ نہیں ملتا جو نہیں ملتا ہے اس کو تو ہم مساوی تقسیم کر رہے ہیں لیکن بات ہے کہ ہمارے دوست جو ہم پر تنقید بھی کرتے ہیں وہ ہمارے لئے وہاں سے پیسے لائیں وہ وہاں سے اپنے لئے کیوں پیسے لاتے ہیں جیسا ہم یہاں تقسیم کر رہے ہیں وہ بھی اپنا پیسہ لے آکر ہمارے ساتھ بیٹھ کر ہمارے ساتھ ملا کر اس کو بانٹ کر ہم ایک دوسرے کو تقسیم کریں اور پھر اکھٹے مل جل کر آگے چلیں لیکن اگر کہیں ایک منسٹر کو تھوڑا بہت مراعات مل جاتی ہیں تو ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ جی ان کو کیوں مراعات ملی ہیں آپ کو مرکز سے مل رہا ہے ہم اعتراض نہیں کر رہے ہیں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ مل جل کر کام کریں ہم اس سے پیسہ نہیں مانگتے ہم اس سے کوئی چیز نہیں مانگتے بھی وہی اسکیمز دینگے لیکن اس میں ہماری صرف پارٹی سیشن کے اوپر بھی جو ہے ان کو ان کلوڈ نہیں کیا جا رہا ہے ہمارے اوپر تنقید کی جاری ہے جناب والا میں اور وقت نہیں لینا چاہتا میں یہی عرض کروں گا کہ یہ بجٹ نہایت موزون بجٹ ہے اس میں ہر چیز کو مد نظر رکھا گیا ہے ٹھیک ہے کیوں کہ تین محکموں میں سب سے زیادہ پیسے دیئے گئے ہیں وہ ورلڈ بینک کی وجہ سے ایجوکیشن ہے ایجوکیشن اب ڈاکٹر صاحب خود

فرماتے ہیں کہ بھئی آپ اپنے علاقے کے ہائی اسکولز دیں آپ اپنے علاقے کے مڈل اسکولز دیں وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اس مد میں جو ہے 44 مڈل اسکولز ہیں تو آپ اپنے اپنے نام دیں تو یہی ہے ایک تقسیم جو منصفانہ تقسیم ہوتی ہے مولانا باری صاحب بہت مہربان ہیں انشاء اللہ ان کو بھی ہم سولار پمپ جلدی لگا کر دینگے وہ بھی خوش ہو جائے گا ہمارے اوپر ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہم سب کی منصفانہ خدمت کریں تو آخر میں پھر جو وہ ایک بونس والی گزارش تھی اس پر آرہا ہوں کہ اس کو بونس دیا جائے یہاں کے اپنے ملازمین کو تو ہمارا کام ابھی ایک ہونا چاہئے کہ اس پیسوں سے بلوچستان ترقی نہیں کرسکتا اگر یہی پیسہ جو ہمیں مل رہا ہے یہ پیسہ اگر ہمیں مرکز سے ملتا رہا تو میں آپ کو کہتا ہوں کہ سو سال میں بھی بلوچستان ترقی نہیں کرسکتا اگر آپ نہیں لیں گے تو آپ دیکھتے جارہے ہیں کہ ہر سال قیمتیں بڑھتی جارہی ہے ہر سال اخراجات بڑھتے جارہے ہیں ہر سال روپیہ کی ویلیو Value کم ہوتی جارہی ہے۔ تو ہمارا کام ایک ہونا چاہئے کہ اس پیسے سے بلوچستان ترقی نہیں کرسکتا ہے یہ پیسہ جب مل رہا ہے اگر یہی پیسہ ہمیں مرکز سے ملتا رہا تو میں آپ کو کہتا ہوں کہ سو سال میں بلوچستان ترقی نہیں کرسکے گا آپ کو اپنا حق وہاں سے مل جل کر لینا پڑے گا اگر آپ نہیں لیں گے تو آپ دیکھتے جارہے ہیں کہ ہر سال قیمتیں بڑھتی جارہی ہیں ہر سال جو اخراجات بڑھتے جارہے ہیں ہر سال روپے کی ویلیو کم ہوتی جارہی ہے اگر مرکز ہمیں منصفانہ تقسیم سے نہیں دیا گیا تو بلوچستان ترقی نہیں کرسکے گا اور ترقی نہ کرنے سے ہم میں ایک دوسرے میں دراڑیں پڑتی جائیں گی ایک دوسرے میں ناراضگیاں بڑھتی جائیں گی کہ یہاں یہ ہورہا ہے وہاں یہ ہورہا ہے وہاں وہ۔۔۔ تو سب سے بڑا کام یہ ہے کہ آپ مرکز میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کا تعلق مرکز سے بھی ہے صوبے سے بھی ہے صوبے میں انشاء اللہ آپ کو آپ کا حق پورا کرتا رہے گا جیسے آپ کو یہاں مل رہا ہے مرکز سے ہمارا حق لے دو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے آخر میں میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر وزیر خزانہ اور سیکریٹری

خزانہ سیکریٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ دیگر بھائیوں نے جو اس کے لئے منصوبے پیش کئے ہیں اللہ کرے گا ہم ان کو پورا کریں گے اور انشاء اللہ تعالٰی میں آپ کو عرض کروں پچھلے سال میرے محکمے نے 120 اسکیمیں پوری کی تھیں واٹر سپلائی کی اور پندرہ جولائی تک ہم دو سو اسکیمیں پوری کرلیں گے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ سارا پیسہ جاریہ اسکیموں پر جارہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ جلدی سے جاری اسکیموں کو مکمل کرلیں تاکہ جو نئی اسکیمیں آئیں پھر ہم ان کو آن گوئنگ کریں تاکہ آن گوئنگ کریں یہ سلسلہ بند نہ ہو آخر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاص کر اسپیکر صاحب کا کہ انہوں نے مجھے اجازت دی پاکستان پائندہ باد۔ ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین : میر عبدالنبی کے بعد میں تقریر کی دعوت جناب محمد سرور خان کاکڑ کو دیتا ہوں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : (وزیر) جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور قائد ایوان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے ہمیں ہر بجٹ پیش کرتے وقت بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ بلوچستان کے وسائل اتنے کم ہیں کہ بلوچستان اتنا دوراز صوبے اس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کوئی کام پورا نہیں ہوسکتا ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا تھا کہ بلوچستان میں ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اے ڈی پی کو سیکٹروائیز کردیں اب جتنے بھی پیسے آتے ہیں یہاں پر پچیس یا تیس محکمے ہیں ان میں یہ سارے پیسے تقسیم ہوجاتے ہیں اور اس سے کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی زمین پر کوئی کام نظر آتا ہے تو اس سے میر صاحب کہتے ہیں کہ یہ ترقی سو سال میں نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ پانچ سو سال میں بھی نہیں ہوگی تو میری یہ تجویز ہے کہ بلوچستان میں آئندہ سے جو ضروری اور اہم سیکٹر ہیں ان میں سے ایک دو کو یہ فنڈ مختص کئے جائیں تاکہ وہ صوبے کے دور دراز علاقوں میں کام ہوسکے اور اس کی اثرات نظر آسکیں۔ اگر آپ اس کو تقسیم در تقسیم

کرتے چلے جائیں گے تو یہ بجٹ سے صوبہ ترقی نہیں کرسکتا ہے اور لوگوں کے مشکلات اور مسائل وہی رہیں گے اور نکال نہیں سکتے ہیں لہذا یہ بجٹ جو سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے اس میں ایک دو سیکٹر جو زیادہ ضروری ہیں ان کو یکجا کرکے ان پر یہ پیسے خرچ کئے جائیں تو اس سے کم از کم بلوچستان میں پھر سڑکیں بھی نظر آسکتی ہیں اور اریگیشن کی ترقی بھی ہوسکتی ہے۔ یہ بڑے اہم منصوبے ہیں ترقی کے لحاظ سے۔ میں کہتا ہوں ان کو پرایرٹی دینا چاہئے۔ ویسے میں اور آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان کی ترقی کا جو مسئلہ ہے وہ ہمارے اس معزز ایوان پر بھی منحصر ہے کہ ہم بلوچستان کی ترقی کو کس طرح سے یقینی بناسکتے ہیں ہم ہمیشہ تنقید کرتے ہیں وفاقی حکومت پر تنقید کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اپنے گریبان میں نہیں دیکھا ہے کہ ہم نے اپنے صوبے کے لئے کیا کیا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے صوبے کے لئے دستیاب وسائل ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ صحیح معنوں میں خرچ کیا جائے تو بلوچستان ترقی کرسکتا ہے آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ حالات میں بلوچستان میں سب سے بڑا اہم براجیکٹ پٹ فیڈر پراجیکٹ ہے لیکن اسی پروجیکٹ کو بھی ہم لوگ تحفظ نہیں دے سکتے ہیں جبکہ ہمارے نان ڈویلپمنٹ کے امن و امان کے اخراجات پولیس کے اخراجات ایک ارب تک ہورہے ہیں لیکن اس کا کوئی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم امن و امان کی صورت ٹھیک نہیں کرسکے ہیں ہم امن نہیں قائم کرسکے ہیں بلکہ ہم اپنے بہت بڑے پروجیکٹ کو بھی محفوظ نہیں کرسکتے ہیں میں جناب قائد ایوان سے عرض کروں گا کہ وہ امن و امان کی طرف خصوصی توجہ دیں اور صوبے میں اس وقت ترقی ہوسکتی جب صوبے میں امن و امان ہو جب صوبے میں امن و مان نہیں ہوگا تو بلوچستان میں باہر سے کوئی شخص یہاں پر انوسٹمنٹ نہیں کرے گا جو ہمارے صوبے کے لئے بہت بڑی بدقسمتی ہوگی ہم ایک طرف باتیں کرتی ہیں کہ ہمیں ترقی نہیں دی جارہی ہے ہم ترقی نہیں کرسکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم خود ترقی نہیں کرنا چاہتے ہیں ورنہ اگر ترقی کرنا چاہئے تو اس بڑی دنیا میں ہر

ملک سے ہمیں امداد مل سکتی ہے اور ہمارا صوبہ ترقی کر سکتا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے اور مجھے صحیح معلوم نہیں ہے لیکن ہمیں اسلام آباد کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان سے ہمارے پاس کوئی پروجیکٹ وفاقی حکومت میں نہیں آتا ہے اور اس سے بلوچستان ترقی نہیں کر سکتا ہے یہ خدا کو معلوم ہے کہ یہاں کہاں تک صحیح ہے یا غلط ہے لیکن میں قائد ایوان صاحب کو تجویز دوں گا کہ وہ اسلام آباد میں ایک چھوٹا سا سیکریٹریٹ وہاں کھولیں اور اس کو اختیار دے دیں کہ وہ وفاقی اور صوبائی حکومت کے درمیان مختلف منصوبوں پر ان کو وہاں وفاقی حکومت سے منظور کرائے اور وہاں ان کو یہ منصوبے پیش کریں جس طرح سے وہ فیز بلٹی چاہتے ہیں وہ اپنے صوبے سے یہ رپورٹیں لے جا کر وہاں وفاقی حکومت میں پیش کریں اس طرح سے ہم بلوچستان کے مسائل کو پیش کرنے کا ایک راستہ اختیار کر سکتے ہیں کہ اس طریقہ سے ہو سکتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں مرکزی حکومت ہے اور اس نے اپنے صوبوں کے اچھے طریقے سے حقوق محفوظ کئے ہیں وہاں پر ہر صوبے کا ایک چیف کمشنر دہلی میں بیٹھتا ہے اس کو امپلیمنٹیشن کمشنر کہتے ہیں اسے چیف کمشنر امپلیمنٹیشن بھی کہتے ہیں ہر صوبے کے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں یا جو ہر صوبے کے کام ہوتے ہیں ایم پی اے ایم این اے سینٹروں کے کام ہوتے ہیں وہ اسی چینل کے تھرو وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور اسی چینل سے جو وہ منصوبے بناتے ہیں وہ مرکزی حکومت سے منظور کراتے ہیں تو میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کے لئے یہ ایک اہم ضرورت ہے کہ اسلام آباد میں ہمارا ایک چھوٹا سا سیکریٹریٹ ہو یا امپلیمنٹیشن کمشنر ہو وہاں بیٹھ کر وہ اس کو تمام منصوبوں کو وفاقی حکومت سے منظور کروائے اور وہیں سے تھرو کروائے

جہاں تک موجودہ ترقیاتی کاموں کا تعلق ہے آپ جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں جو ترقیاتی کاموں کا ایک طریقہ بنا ہوا ہے۔ وہ بڑا پیچیدہ ہے ہمیں چاہئے کہ اس طریقے کو تھوڑا آسان بنائیں اور تھوڑا سا اس کے متعلق سوچ لیں اس میں بلوچستان اسمبلی

کی ایک اسٹینڈنگ کمیٹی بیٹھے خصوصاً" جو اریگیشن اور بی اینڈ آر کے ڈیپارٹمنٹ ہیں ان کے شیڈول آف ریٹ بہت زیادہ ہائی ریٹ پر بنائے گئے ہیں یعنی جو کام پہلے دس لاکھ میں ہوتا تھا اب وہ تیس اور چالیس لاکھ میں ہوتا ہے اتنی مہنگائی بھی نہیں ہوئی ہے کہ ایک کام چالیس اور پینتالیس لاکھ میں ہوا ہے تو جناب اسپیکر میں آپ کے توسط سے جناب قائد ایوان کو یہ سفارش کرتا ہوں کہ وہ جو شیڈول آف ریٹ مختلف محکموں کے ہیں اس ہاؤس کے اسٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے ہو تاکہ ہمارے صوبے کے عوام کو معلوم ہو کہ اسٹینڈنگ کمیٹی ہم نے بنادی ہے ہاؤس میں اعلان کر دیا ہے لیکن کوئی اسٹینڈنگ کمیٹی فعال نہیں ہے کسی کے پاس کوئی کام نہیں آرہا ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہاں کیمٹیوں کو فعال بنایا جائے اور یہ کام عوامی نمائندوں کے ذریعے ہونے چاہئیں اتنے ہائی ریٹ پر کاموں کے لئے ڈیم کے لئے اتنے پیسے رکھے ہوں جبکہ ایم پی اے فنڈز میں پچاس لاکھ روپے ہوں تو ہم ایک کام بھی نہیں کرسکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں اس طرف توجہ دی جائے اور اس قسم کے کاموں پر جو ریٹس ہائی بنائے گئے ہیں ان کو کم کیا جائے اس کے لئے اس معزز ایوان کے ارکان اور وزارت خزانہ پی اینڈ ڈی اور متعلقہ محکموں کے افسران بیٹھ کر جو صحیح ریٹ آف شیڈول ہے وہ منظور کروایا جائے ۔ باتیں تو بہت ہیں میں کس کس بھائی کا گلہ شکوہ کروں میں مزید تقریر نہیں کرنا چاہتا میں جناب قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنی بائیکاٹ ختم کرکے وہ اس ایوان میں آکر بیٹھے بائیکاٹ ان کا جمہوری حق ہے یہ حق تمام ایوان کے ممبروں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن خصوصاً" بجٹ اجلاس میں ان کو بائیکاٹ نہیں کرنا چاہئے تھا یہ اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے الیکٹرول کے اور اپنے صوبے کے بلوچستان کے عوام کی خدمت کرسکتے تھے۔ اور میں تاہم یہ اچھی بات ہے کہ قائد ایوان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے واپس اس ایوان میں آئے اور قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کی ۔ انہوں نے مختلف چیزوں کی نشان دہی کی ہے مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو

بلوچستان کی روایات ہیں ان سب کو ہم ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اس ایوان میں جو بھی تنقید ہوگی وہ کسی کی ذاتیات پر نہیں ہے یہ ہمارا حق ہے اس لئے ہمیں عوام نے منتخب کیا ہے۔ کہ عوام کے جو صحیح مسائل ہیں معزز ایوان میں پیش کریں ہمیں چاہئے کہ جو بھی تنقید ہو خندہ پیشانی سے قبول کریں اور کوشش کریں کہ جتنا بھی اصلاح ہوسکتی ہے اس کی ہم اصلاح کریں میں زیادہ اپنے علاقے کے بارے میں کہنا چاہتا تھا ایک تو ہمارے علاقے کے بہت بڑی سڑکیں ہیں خاص کرپشین تا ژمپ خانوزئی پھر برشور سے قلعہ حاجی خان روڈ۔ یہ بڑی ضرور روڈز ہیں یہ روڈ افغانستان تک جاتے ہیں یہ ہمارا راستہ خراب ہے بڑی مشکل سے گاڑیاں چلاتے ہیں بڑے خراب کھڈے ہیں میں قائد ایوان سے اور وزیر خزانہ سے اپیل کرتا ہوں وہ ان چیزوں کا خاص خیال رکھیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں توبہ کاکڑی جو پہلے پسماندہ علاقہ رہا ہے افغان بارڈر پر ہے اور وہاں پر ترقی کے بہت کم مواقع ان کو میسر آئے ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ان علاقوں کو زیادہ ترجیح دیں اور اس کے لئے جو بھی مدد ہوسکتی ہے کسی شکل میں وہ کرنی چاہئے میں مزید آپ لوگ کا ٹائم نہیں لینا چاہتا میں ایک دفعہ پھروزیر خزانہ کو قائد حزب اقتدار کو بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ یہ بجٹ عوامی امنگوں پر ہوگا اور بلوچستان کے عوام استفادہ کرسکیں گے۔ اور ان تقاریر کے بعد قائد ایوان اس میں تبدیلی بھی کرسکتے ہیں یہ کوئی الہامی کتاب تو نہیں ہے یہ تو ایک چلتا پراسس ہے اس میں سب کچھ ہوسکتا ہے یہ ہماری خواہش ہے کہ بعد میں جو تھوڑی بہت کمیاں ہیں وہ پوری کرلی جائیں۔ میں اجازت چاہتا ہوں آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین : اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے کل کے لئے جو نام آئے ہیں ان میں مولانا عبدالباری صاحب ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب جناب کچکول علی صاحب مولانا عبدالواسع صاحب کے ہیں۔ یہ نام ہیں اگر کسی کو اعتراض نہ ہو۔

مولانا عبدالواسع : جناب میرا نام پرسوں کے لئے رکھیں۔

مولانا عبدالباری : میں نے آپ کو اپنا نام نہیں دیا ہے کس نے میرا نام دیا ہے جناب میری تقریر پرسوں کے لئے رکھیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب اسپیکر میں درخواست کرتا ہوں پرسوں چونکہ فائنل تقاریر ہیں اور تقاریر ابھی بہت زیادہ ہونی ہیں کل اجلاس کا ٹائم گیارہ بجے کر دیں۔ کیونکہ پرسوں تقاریر زیادہ ہونی ہیں۔

جناب چیئرمین : کل کے لئے کیا ٹائم رکھیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : کل کے لئے اجلاس کا ٹائم گیارہ بجے رکھیں۔

جناب چیئرمین : اب اجلاس کی کارروائی 21 جون 95ء بوقت بارہ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی دو بجکر پینتیس منٹ پر (دوپہر) 21 جون 95ء بارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)